BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

آں مسیح دور آخر مہدئ آخر زمان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸

سر ای جہان منتظر خوش باش کآمد دلستان

قیمت از معاونین

مورخہ ۱۰ شعبان ۱۳۲۵ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام - مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء

ایڈیٹر

دوا مبین شفا مبین غرض دار الامان مبین

محمد صادق عفی اللہ عنہ

میگو نیم با نور گرامی چہ اور قادیان مبین

در شرائط بیعت

اوّل - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا دوم یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور فسق اور فجور اور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے - سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتے الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا - چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے - پنجم - یہ کہ ہر حال رنج و راحت - عسر اور یسر - نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا - اور بہرحالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا - ششم - یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا - ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور عاجزی اور فروتنی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا - ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا - نہم - یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فایدہ پہنچائیگا دہم - یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تاوقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو -

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا	مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم	ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست	بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام	دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن	جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام	ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست	زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود	آن نہ از خود از ہمان جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال	وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست	ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبرہائے معاد	ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است	منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندر است	منکر آن مورد لعن خدا است
معجزات انبیاء سابقین	آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست	ہر کہ انکاری کند از اشقیا است
یک قدم دوری ازان عالیجناب	نزد ما کفر است و خسران و تباب

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست و گورنمنٹ ... ...

معاونین درجہ اول جن کو عام پر اخبار کسی ایک کے نام جاری کرانیکا حق حاصل ہو ... ...

معاونین درجہ دوم جنکو ... پر اخبار کسی ایک کے نام جاری کرانیکا حق حاصل ہو ... ...

عام قیمت پیشگی ... ...

مابعد ... ...

فی پرچہ ... ...

جو صاحب تاریخ اجرا سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار روانہ کریں گے ان سے حساب پیشگی لیا جاویگا۔ جو اخبار وقت پر نہ پہونچے اُسے پندرہ یوم کے اندر اندر طلب کر لینا چاہیئے بعد میں نہیں مل سکیگا۔ رسید زر اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ دیجاویگی روپیہ ارسال کرنے کے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھکر دریافت کر لینا چاہیئے۔

مینیجر

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت لیتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے - اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ - ۲ بار - آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنہیں میں گرفتار تھا - اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا - استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۲ بار - رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت - اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں - آمین - اسکے بعد آپ معہ حاضرین جلسہ بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں

تین سوالوں کے جواب

(۱) جو شخص خدا پر ایمان رکہتا ہو۔ رسول کو برحق جانتا ہو۔ نماز کو ضروری ارکان کے ساتھ پورا کرا دا کرتا ہو۔ ایسے شخصوں مین سے کسی کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ نیز احمدی کی نماز غیر احمدی کے پیچھے جو ناجائز ہے اس کی کیا دلیل ہے۔

(۲) جبراً اگر نکاح کسی عورت کا کیا جاوے اور حالانکہ وہ ناراض ہو۔ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔

(۳) اگر کسی عورت کا نکاح عدت متوفی مین کچھ چند ایام باقی ہون اور کسی کے اعتبار دینے سے نکاح پڑہا جاوے اور بعد ازان ثابت ہو جاوے کہ عدت باقی تہی۔ تو پہر کیا کیا جاوے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

سوال اول کا جواب۔ جو شخص حضرت عیسٰے مین صفات الوہیت ثابت کرتا ہو۔ جیساکہ احیاء و خلق حقیقی یا اَلآن کما کان وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ ایک قسم کا شرک ہے اگرچہ وہ شخص مدعی ایمان ہو اور بظاہر نماز بہی ضروری ارکان کے ساتھ پڑہتا ہو۔ چونکہ اس مین ایک قسم کا شرک ہے پس اس کے پیچھے نماز جائز نہین۔ اور یہی دلیل ہے غیر احمدی کے پیچھے نماز احمدی کے ناجائز ہونے کی۔

سوال دوم کا جواب۔ جو نکاح کسی عورت کا جبراً کیا گیا اور وہ اس پر راضی نہین۔ تو وہ نکاح جائز نہین۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لا تنکح الایم حتی تستامر و لا تنکح البکر حتی تستاذن قال بما رسول الله وکیف اذنها قال ان تسکت یعنی بغیر مشورہ اور اذن کے نہ نکاح کنواری کا درست ہے اور نہ اس عورت کا جو کنواری ہو اور بے خاوند ہو۔ ہان کنواری کا سکوت بہی اذن مین داخل ہے۔

سوال سوم کا جواب۔ یہی عدم جواز ہی ہے۔ کہ اندر عدت کے نکاح جائز نہین۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ولا تعزموا عقدة النكاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ۔ یعنے مت قصد کرو نکاح کا یہان تک کہ عدت گذر جاوے اگر اندر عدت کے ایسا کوئی نکاح واقع ہو جائے اور بہاندہیج وفات پاچکا ہو۔ تو بعد گذر جانے عدت کے نکاح پہر کر لیا جاوے اور ایسے فعل پر جو واقع ہو گیا ہو۔ توبہ و استغفار کی جائے۔

کتبہ محمد احسن امروہوی محررہ ۲ اگست ۱۹۱۰ء

ہوشیارپور اور احمدی جماعت

مکرمی اڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کی طرف سے درثمین ایک جلد۔ رسالہ ضرورت امام دو جلد پہنچے۔ نہایت شکریہ کے ساتھ لائبریری مین داخل کئے گئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے وصول کرتے وقت اتنی خواہش ظاہر فرمائی کہ رسالوں کی نسبت اصول کی کتابون کا رکہنا لائبریری مین زیادہ موزون ہے۔ کیونکہ یہ بات معقول ہے اس لئے اور نیز اس لئے کہ اس عرصہ مین بعض احباب کی طرف سے مجہے نقد چندہ وصول کرنے کی تحریک فرمائی گئی اور بعض نے یہ دریافت فرمایا کہ کن کتابون کی ضرورت باقی ہے اس لئے مین چند باتون کا درج اخبار کرنا ضروری سمجہ کر عرض کرتا ہون۔

۱۔ اسلامیہ سکول ہوشیار پور موسمی تعطیلات کی تقریب پر ۳ ستمبر سے لے کر ۴ اکتوبر ۱۹۱۰ء تک بند کیا گیا ہے اس لئے احباب مہربانی فرما کر ۴ اکتوبر کے بعد کتابین روانہ فرماوین۔ تا آسانی ہو۔

۲۔ نقد چندہ دینے سے یہ بات زیادہ موزون معلوم ہوتی ہے۔ کہ اپنی اپنی جگہ پر چندہ جمع کر کے ایک آدہ کتاب خرید کر روانہ فرمائی جاوے۔

۳۔ یہ بات مڈل محرری چودہری رستم علی صاحب انبالہ کی نوازش سے سوجہی۔ ہر ایک صاحب کتابین روانہ فرمانے سے پہلے ایک کارڈ لکہ کر یہ دریافت کرین۔ کہ کون کون سی کتابین پہلے پہونچ چکی ہین۔ تاکہ ایک ہی کتاب مختلف مقامات سے نہ آئے۔ مین اس پر چودہری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہون۔

۴۔ انگریزی پرچہ ریویو آف ریلیجنز کا اجراء۔ براہین احمدیہ حقیقۃ الوحی۔ ازالہ اوہام۔ عربی کی کتابین ہیڈ ماسٹر صاحب نے زیادہ پسند فرمائی ہین جن مین سے ابہی تک کوئی نہین پہونچی۔

خاکسار یار محمد اول مدرس ریاضی۔ اسلامیہ سکول ہوشیار پور

نظم

جلایا دین احمد کو مسیحا ہو تو ایسا ہو
غلام احمد جو کہلایا خلیفہ ہو تو ایسا ہو

ہوا مہدی مسیحا و مجدد فضل رحمان سے
بنا سب خلق کا ہادی جو رتبہ ہو تو ایسا ہو

مرے کفار امریکہ تلک دم سے مسیحا کے
پڑہو اخبار ڈوئی کا جو حربہ ہو تو ایسا ہو

لگا تیر دعا۔ ہو کر کشاری جسم لیکہو مین
ادہر آتہم کو جا مارا نشانہ ہو تو ایسا ہو

ہوئے سب آریہ عاری تری تقریر روشن کر
پس پا پادری بہاگے بہگانا ہو تو ایسا ہو

کیا تقسیم مال اسرار قرآنی کا عالم مین
نہ دیکہا اپنا بیگانہ خزانہ ہو تو ایسا ہو

بلایا دین احمد کی طرف کفار عالم کو
نہ چہوڑا کوئی بہی فرقہ بلانا ہو تو ایسا ہو

صدی اونیس گذری ابن مریم کی توقع پہ
نہ آیا چرخ سے اب تک نہ آنا ہو تو ایسا ہو

وفات ابن مریم کا ہوا روشن زمانہ تک
مسیح وقت نے کہولا معمّا ہو تو ایسا ہو

میان عبد اللطیف کابلی نے اپنے ہادی پر
فدا کی جان بصد الفت عقیدہ ہو تو ایسا ہو

وطن مین گو ہوا بے آبرو فائق تو کیا غم ہے
مسیحا کا ہوا خادم نصیبا ہو تو ایسا ہو

میان سبحان بخش امام مسجد موضع بہجو پورہ۔ ضلع سہارنپور

حقیقۃ الوحی کے طلبگار

کتاب حقیقۃ الوحی کی اشاعت کے بعد بعض درخواستین اس قسم کی موصول دفتر ہوئین کہ جو بذریعہ وی پی کتاب بہیجنے کی محرک تہین مگر جب درخواست کی تعمیل کی گئی تو بعض انکاری ہو کر واپس وی پی آئے بعد مین جو وجہ دریافت کی گئی تو بعض کا تو پتہ ہی نہ چلا کہ آیا یہ سائل کوئی دنیا کے قطعہ پر موجود ہی ہی یا نہین اور بعض نے یہ عذر کیا کہ مین اپنے مکان پر موجود نہ تہا پیچہے سے واپس ہوا اور خود اگر اب محصول بہی دیدونگا اور کتاب بہی لے لونگا بعض نے اس کو ڈاک خانہ کی غلطی بتلایا چونکہ وی پی ٹکٹ کا محصول کتب خانہ مین پہلے ادا کیا جاتا ہے اس لئے اس کا اثر یعنے نقصان کتب خانہ کے ذمہ ہی عائد ہوتا ہے اور صرف ایک پوسٹکارڈ کی تحریر پر ۲ کا ہرجانہ پیش آتا ہے اس لئے

نظم

جو قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی ضلع گجرات نے حضرت مسیح موعودؑ کے حضور ۱۲ ستمبر کو پڑھی اور آپ نے پسند فرمائی۔

رُباعیات

کوئی خوش ہے کہ میں ہوں صاحب اولاد بڑا
کوئی خوش ہے کہ میرے پاس ہے دولت اکمل
کوئی خوش ہے کہ میرا بھائیوں کا ہے جتھا
اور میں خوش کہ مرا قادرِ مطلق ہے خدا

بعض عیسےؑ کے خدا ہونیکی کہاتے ہیں قسم
اور مجھے ناز کہ متبوع مرا اے اکمل
بعض نازاں ہیں کہ پیرو ہیں دیانند کے ہم
خاتمِ فیضِ رسالت ہے محمد صلعم

حنبلی شافعی ہے مالکی حنفی ہے کوئی
احمدی ہوں بغلامیٔ غلامِ احمد
رافضی خارجی ہے معتزلی ہے کوئی
نقشبندی ہے کوئی قادری چشتی ہے کوئی

گُلدستۂ اکمل

چُن لے نگاہِ شوق تو دارالامان کے پھول
ہم باغ باغ ہیں کہ خزاں کا خطر نہیں
خوشبو سے ان کی میرا معطرِ دماغ ہے
اے عندلیب! پھول نہ اس فانی پھول پر

دارالامان کے پھول کہ جنت نشان کے پھول
ہاں ہاں سدا بہار ہیں اس بوستان کے پھول
کوئی دکھائے مجھ کو میں ایسے کہاں کے پھول
آمیں تجھے دکھاؤں بقا کے مکان کے پھول

لے جاؤ میرے دوستو! بھربھر کے جھولیاں
شاخِ قلم ہی لائے گی پھل باغ دہر میں
بادِ خزانِ موت سے۔ غفلت شعار قوم!
کچھ کانٹے اپنی راہ سے مدفون خاک ہیں
یہ آگ کس کی آہوں نے یارب لگائی ہے
جو باغ ہے بہار پہ احمد کا باغ ہے
چشمک زنی ستاروں سے کرتے ہیں رات دن
جو آگیا چمن میں ترے اے خلیلِ وقت

وقت سخن جو جھڑتے ہیں شاخ زبان کے پھول
اب ہو چکے وہ۔ موسمِ تیغ و سنان کے پھول
مرجھائے جاتے ہیں تری ہندوستان کی پھول
گنگا میں کچھ بہائینگے اعدا رجان کے پھول
بس جل کے خاک ہو گئے ہر خاندان کے پھول
ہیں ہر طرف کھلے ہوئے اس میں نشان کے پھول
رنگت میں نکلے شوخ تری عز و شان کے پھول
اس نار میں وہی تو چنے گا امان کے پھول

جو آیا بوستانِ ارادت میں شوق سے
چننے اسے پڑیں گے ضرور امتحان کے پھول
ذرے جو تیری خاکِ قدم کے ہیں اے مسیح
وہ اڑ کے جا بنے چمنِ آسمان کے پھول
جو مٹ گئے ہیں تیری محبت میں اے حبیب
مٹی سے نکلے بن کے وہی لامکان کے پھول
اس کشت زارِ دل میں جو الفت کا بیج تھا
وہ لایا بن کے پودہ کسی مدح خوان کے پھول
کہتے ہیں شاخ آہ تو رہتی ہے بے ثمر
دیکھو لگے ہوئے ہیں اسی میں فغان کے پھول
کس رشکِ گل کی یاد میں نکلے ہیں میرے اشک
جو بن گئے نکلتے ہی باغِ جنان کے پھول
کانٹا ہوا ہے جسم مرا سوکھ سوکھ کے
یارب کبھی چنو نگا میں تاب و توان کے پھول
اے باغبانِ باغِ نبوت! قبول کر
خادم ترا جو لایا ہے یہ ارمغان کے پھول
کچھ دامنِ بیان ہی کوتاہ و تنگ ہے
ورنہ تھے بیشمار میری داستان کے پھول
یہ ہار ہوں گلے میں ہمارے حبیب کے
اکمل نے جو کھلائے ہیں اپنے بیان کے پھول

کیوں دیر لگی آنے میں کیا حال کہوں ٭ گردشِ قسمت کہوں یا شامتِ اعمال کہوں
ہجران میں گذارے ہیں جو دن اے اکمل ٭ میں انکو مہینے کہوں یا سال کہوں

وہ دن بھی تھے جب پیتے تھے ہم جامِ وصال ٭ مخمور ہو وصل سے پھرتے تھے نہال
ڈالی ہے نصیبے نے جو طرحِ فرقت ٭ ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

خداتعالیٰ کی پیشگوئیان پوری ہوئین

کیا ہی مبارک تھا۔ وہ وجود جس کی پیدائش بھی خداتعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان تھا اور اس کی وفات بھی ایک شاندار نشان ہوا۔ مبارک احمد کی مبارک رُوح اسی لیے دنیا مین آئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے رسول کی صداقت کے واسطے نشانات قائم کر کے جلد اپنے خدا کے ساتھ جا ملے

۱۔ سب سے اوّل نشان یہ تھا کہ مبارک احمد کی پیدائش سے کئی سال پہلے اس کے متعلق خداتعالیٰ کی وحی مین پیشگوئی کی گئی تھی کہ ایک چوتھا لڑکا پیدا ہوگا یہ پیشگوئی کتاب انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم ۱۸۹۶ء مین کی گئی تھی جس کے بعد تیسرے سال یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو مبارک احمد پیدا ہوا تھا

(۲) ایک دفعہ جب کہ مبارک احمد کی عمر کوئی دو سال کے قریب ہوگی اس کو سخت دورہ ام الصبیان ہوا اس وقت حضرت مسیح موعود اس کے قریب کے مکان مین دعا مین مشغول تھے جب کہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہوگیا تب حضرت دعا کرتے ہوئے اس کے پاس آئے اور اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خداتعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہوگیا اور وہ زندہ ہوگیا۔ (حضرت عیسیٰ کے معجزات احیائے موتیٰ بھی اسی قسم کے تھے)

(۳) اگست گذشتہ مین مبارک احمد تپ شدید سے سخت بیمار ہوگیا تھا یہان تک کہ بار بار غشی تک نوبت پہنچتی تھی اور تپ ایک سو پانچ درجہ تک پہنچ گیا اور مرنے کی ایسی حالت تھی کہ سرسام کا خوف ہوکر نوبت بے ہوشی تک آ چکی تھی ایسی حالت مین الہام ہوا کہ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا یہ الہام اخبار بدر مورخہ ۲۹ اگست مین قبل از وقت چھپ گیا تھا چنانچہ اس کے مطابق ۳۰ اگست ۱۹۰۷ء کو بخار بالکل ٹوٹ گیا اور مبارک احمد تندرست ہوکر باغ سیر کرنے کے لیے چلا گیا اور پھر چند روز بخار رہ کر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء کو ٹوٹ گیا اور لڑکا بالکل صحت یاب ہوگیا۔ اور لڑکے نے خود کہا کہ میں بالکل تندرست ہون اور کھیلنا شروع کیا

(۴) اس بیماری سے تو شفا ہوئی لیکن چونکہ خداتعالیٰ کا ایک اَنا فرمودہ پورا ہونا تھا اس واسطے ایک دوسری مرض سے مبارک احمد پھر بیمار ہوا کیونکہ ضرور تھا کہ خدا کے موہنہ کی باتین ساری پوری ہو جاتین اور اس الہام کی تفصیل یہ ہے کہ مبارک احمد کی پیدائش سے صرف ایک روز پہلے بذریعہ وحی الٰہی مسیح موعود کو جتلایا گیا کہ یہ لڑکا جلد فوت ہوکر خداتعالیٰ سے جا ملیگا۔ چنانچہ اس کی تشریح صاف الفاظ مین حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۰ مین کر دی تھی چنانچہ اس جگہ ہم اصل عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے "جب مجھے خداتعالیٰ نے خبر دی کہ مین تجھے ایک اور لڑکا دونگا اور یہ وہی چوتھا لڑکا ہے جو اب پیدا ہوا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا اور اس کے پیدا ہونے کی خبر قریباً دو برس پہلے مجھے دیگئی اور پھر اس وقت دیگئی کہ جب اس کے پیدا ہونے مین قریباً دو مہینہ باقی رہتے تھے۔ اور پھر جب یہ پیدا ہونے کو تھا تو یہ الہام ہوا

اِنّی اسقط من اللہ واصیبہ یعنی مین خدا کے ہاتھ سے زمین پر گرتا ہون اور خدا ہی کی طرف جاؤنگا۔ مینے اپنے اجتہاد سے اس کی یہ تاویل کی کہ یہ لڑکا نیک ہوگا۔ اور رو بخدا ہوگا اور خدا کی طرف اس کی حرکت ہوگی اور یا یہ کہ **جلد فوت ہو جائیگا** اس بات کا علم خداتعالیٰ کو ہے کہ ان دونون باتون مین سے کونسی بات اس کے ارادہ کے موافق ہے" چنانچہ اسی ارادہ الٰہی کے موافق مبارک احمد ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کی صبح کو اپنے خدا سے جا ملا۔ اور مقبرہ بہشتی مین دفن کیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ایک خوردسال بچہ تھا جو چھوٹی عمر مین فوت ہوگیا۔ اگرچہ اور بھی کئی خوردسال بچے حضرت مسیح موعود کے خوردسالی مین فوت ہو چکے مین مگر اس بچے کی عجیب سوانح قابل تذکرہ ہین کیونکہ وہ طرح طرح کے نشانون کا مجموعہ تھا۔ اس کی پیدائش کی بھی خدا نے خبر دی اور پھر یہ بھی خبر دی کہ وہ خوردسالی مین وفات پا جائیگا اور پھر یہ بھی خبر دی کہ اس کی پیدائش موجب ترقی اقبال ہوگی۔ چنانچہ اس کے پیدا ہونے کے بعد ہی ترقی شروع ہوئی اور کئی لاکھ انسان اس سلسلہ مین داخل ہوگیا اور خدا نے ہر ایک پہلو سے نصرت اور تائید کی اور اس کی وفات سے کچھ دن پہلے حضرت مسیح موعود کو دکھلایا کہ ہمارے مکان پر بکرہ ذبح کیا گیا ہے۔ جس کی تعبیر اس کی موت تھی اگرچہ ہر ایک انسان کسی بچہ کے فوت سے خواہ کیسا ہی چھوٹا ہو غمگین ہوتا ہے۔ مگر یہ خدا کی رحمت اور اس کا فضل ہے کہ مبارک احمد کی وفات سے حضرت مسیح موعود کو ایک پہلو سے خوشی ہوئی۔ کیونکہ جیسی کہ پیشگوئی تھی۔ کہ وہ چھوٹی عمر مین فوت ہو جائیگا وہ نشان ظاہر ہوگیا۔ پس اس کی خوردسالی کی موت بھی اسلام کی نصرت اور تائید کا موجب ہوئی اور یہی وہ امر ہے جو حضرت مسیح موعود کے لیے خوشی کا موجب ہوا اس بچہ سے بچپن کی حالت مین بعض خوارق بھی ظاہر ہونے لگے چنانچہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء سے پہلے وہ بار بار کہا کرتا تھا کہ زمین ہل گئی زمین ہل گئی۔ آخر وہ زلزلہ آیا۔ جس کی اس ملک مین نظیر نہین پائی جاتی تھی اور موت کے قریب اس نے حضرت مسیح موعود کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین بڑی محبت سے لیا اور ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ گویا آخری ملاقات کی اور علاج کرنے والون کو علاج سے منع کر کے کہا کہ اب مجھے نیند آگئی ہے اور جب دیکھا تو وفات پا چکا تھا۔ غرض کہ یہ لڑکا کیا بوجہ پیدائش کے اور کیا بوجہ اپنی موت کے اور کیا بوجہ ترقیات سلسلہ کے خدا کا ایک نشان تھا اور اس کی پیدائش سے کچھ دن پہلے حضرت مسیح موعود کو بطور اس کے قول کے یہ الہام ہوا کہ مین خدا کی طرف سے گرتا ہون اور خدا کے ہاتھ سے پیدا ہوا ہون یعنی مین ناپاک جذبات سے مطہر اور فرشتون کی طرح ہون۔ پس چونکہ وہ مبارک تھا اس لیے اس کا نام مبارک رکھا گیا تھا اور دنیا مین وہ محض نشان دکھلانے کے لیے آیا تھا۔ اور جب وہ پیٹ مین تھا تو کسی نے خواب مین اس کی والدہ کو کہا کہ یہ لڑکا مبارک ہے اس کا نام دولت احمد رکھو۔ مگر دوسرے الہام کے مطابق اس کا نام مبارک احمد ہی رکھا گیا اور وہی نام زیادہ مشہور ہوگیا۔

(۵) اس مین شک نہین کہ بعض نادان دشمن اس پر خوشیان منائینگے لیکن ان کی خوشیان منانا بھی مومنین کے واسطے ایک نشان ہے کیونکہ خداتعالیٰ نے آج سے پندرہ ۱۵ ماہ قبل اس امر کی خبر کر دی تھی۔ کہ اس لڑکے کے فوت ہونے پر دشمنون کو خوشی سے اچھلنے کا موقعہ ملیگا۔ مگر جس قدر وہ خوشی کرین گے اسی قدر اپنے ہاتھون سے اس پیشگوئی کو پورا کرینگے اور اس بارہ مین چند سطور بطور شہادت اخبار بدر سے ذیل مین درج کی جاتی ہین۔ ایک وہ الہام ہے جو

"الہام الٰہی۔ دشمن کا بھی ایک وار نکلا۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس دیکھو بدر مورخہ ۳ مئی ۱۹۰۶ء۔ یعنی کوئی ایسا امر بجزو خدا کی طرف سے ہماری نسبت یا ہماری جماعت کے کسی فرد کی نسبت صادر ہوگا جس سے دشمن خوش ہو جائیگا اور وہ امر بجزہ خدا کی طرف سے ہوگا یا دشمن کا اس مین کچھ دخل ہوگا اور پھر خدا فرماتا ہے کہ یہ دن خوشی اور غم یا فتح اور شکست کے ہم نوبت بہ نوبت لوگون مین پھیرا کرتے ہین بعض وقت خوشی اور فتح خدا کی جماعت کو ملتی ہے اور دشمن ذلیل اور شرمسار ہو جاتے ہین۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم کے عہد مین بدر کی لڑائی مین ہوا ..... پھر دوسری مرتبہ جنگ اُحد مین

کفار کی خوشی کی نوبت آئی۔ یعنی جنگ اُحد کی لڑائی میں دردناک شہادتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئیں اور خود آں حضرت صلعم زخمی ہوئے اور ایک تہلکہ برپا ہوا۔ اور اس وقت بعض ان لوگوں کے دلوں میں جو عادت اللہ سے ناواقف تھے یہ خیال ہی آیا۔ کہ جس حالت میں ہم حق پر ہیں اور ہمارے مخالف باطل پر ہیں تو یہ مصیبت ہم پر کیوں آئی۔ تب ان کا جواب اللہ تعالیٰ نے وہ دیا۔ جو قرآن شریف میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس۔ یعنی اگر تم کو اُحد کی لڑائی میں دُکھ اور تکلیف پہونچی ہو تو بدر کی لڑائی میں بھی تو تمہارے مخالفوں کو ایسی ہی تکلیف پہونچی تھی۔ اور ایسا ہی دُکھ اور نقصان اٹھانا پڑا تھا ..... اس دن سے جو خدا نے دنیا پیدا کی یہ قانون چلا آیا ہے کہ کبھی کوئی ایسی تائید اور نصرت ظاہر ہوتی ہے۔ جس سے مومن خوش ہو جاتے ہیں اور کبھی کوئی ایسا ابتلاء مومنوں کے لئے پیش آ جاتا ہے۔ جو کافر اس سے خوشی کے اچھلنے پڑتے ہیں پس اللہ تعالیٰ اس وحی مقدس میں بھی جو آج اس عاجز پر نازل ہوئی فرماتا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے متواتر خداتعالیٰ کی نصرت اور تائید رحمت کے نشانوں کے رنگ میں اس عاجز کی نسبت ظاہر ہو رہی ہے جس سے مخالف لوگ ایک مسلسل غم دیکھ رہے ہیں۔ اب ضروری ہے کہ بموجب قانون وتلک الایام نداولھا بین الناس۔ ان کو بھی کچھ خوشی پہونچائی جائے۔ سو اس الہام کی بناء پر کوئی امر ہمارے لئے ناگوار اور ان کے لئے موجب خوشی کا ظاہر ہو جائیگا .... مذکورہ بالا الہام میں خداتعالیٰ پیش گوئی کے طور پر فرماتا ہے۔ کہ ایک ناگوار امر ظاہر ہو گا۔ جو کسیقدر دشمنوں کی خوشی کا باعث ہو جائیگا .... مرزا غلام احمد

مسیح موعود۔ ۲۹ر اپریل ۱۹۰۶ء

(۶) ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں خداتعالیٰ کی یہ وحی چھپی تھی۔ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ تفہیم یہ ہوئی۔ کہ اے اہل خانہ خدا تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ تم اس کے ارادوں پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں اور تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔"

یہ وحی انہیں ایام میں چار دفعہ نازل ہوئی تھی اور اب پوری ہوئی ہے

(۷) ۲۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ کو ایک وحی آلہی اہل بیت مسیح کیمتعلق نازل ہوئی تھی۔ کہ "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر"

یہ وحی آلہی بھی اس بڑے صدمہ کی طرف اشارہ کرتی تھی (دیکھو اخبار بدر مورخہ ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء)

(۸) ۱۹۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ کو ایک رویا حضرت مسیح موعود کو ہوا تھا۔ جو مفصلہ ذیل الفاظ میں ۲۱۔ مارچ کے اخبار میں شائع ہوا تھا۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے۔ کہ میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے۔ اس پر میں نے ان کو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حُسن چڑھا ہے۔ یہ الہام بھی اب پورا ہوا ہے۔ کیونکہ اپنے نوسالہ جوان پیارے لڑکے کے مرنے پر حضرت ام المومنین نے عام عورتوں کی طرح کوئی جزع فزع نہیں کی۔ نہ کوئی چیخنا چلانا ہوا بلکہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہہ کر خدا کی تقدیر پر بالکل صبر کیا۔ اور نہایت حوصلہ کے ساتھ اس مصیبت کو خدا کی رضا کے لئے برداشت کیا۔

(۹) ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو تین الہامات حضرت مسیح کو ہوئے تھے۔ (۱) لائف آف پین۔ یعنی تلخ زندگی۔ ۲۔ یا اللہ رحم کر ۳۔ انی مع اللہ فی کل حال۔ یعنے میں ہر ایک حال میں خدا کے ساتھ ہوں۔ اس میں اُس صبر اور شکر کی طرف اشارہ ہے جو بعد وفات مبارک احمد آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہا ہے۔

(۱۰) ۱۴۔ ستمبر ۱۹۰۷ء کو دوسرے مرض کے وقت حضرت کو الہام ہوا تھا۔

لاعلاج ولا یحفظ

جو دو دن بعد پورا ہو گیا۔

(۱۱) مبارک احمد کی وفات سے چند روز پہلے حضرت مسیح موعود نے خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے میاں مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا بہت تلاش کیا گیا۔ مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔ پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہوا ہے

(۱۲) مبارک احمد کی وفات سے پہلے صبح حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین۔ آپنے اسی وقت سمجھ لیا تھا۔ کہ کوئی ایسا امر ظاہر ہونیوالا ہے جو جماعت کے لئے موجب پریشانی ہو گا۔

(۱۳) ۲۰۔ جولائی ۱۹۰۷ء۔ کو حضرت نے ایک خواب میں دیکھا کہ ہمارے مکان میں ایک بکرا ذبح کیا گیا ہے ان ایام میں حضرت مولوی نورالدین صاحب علیل تھے۔ چنانچہ اسی واسطے مولوی صاحب کو دوسرے مکان پر رکھا گیا مگر دراصل اس سے مراد وفات میاں مبارک احمد ہی تھی۔ یہ رویا حضرت نے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اور نواب محمد علیخان صاحب کو سنایا تھا۔

مبارک احمد نہایت حلیم طبع بچہ تھا۔ کوئی شوخی اس کی طبیعت میں نہ تھی۔ ایام بیماری میں ہر ایک تلخ سے تلخ دوا کو اس نے بخوشی خود ہی پی لیا تھا اور اردو پڑھنا لکھنا بھی سیکھ گیا تھا۔ ایام بیماری میں بھی ذرا طبیعت اچھی ہوتی۔ تو کتاب لے بیٹھتا۔ باغ جانے کی بہت خواہش رکھتا تھا۔ سو خدا نے جلد باغ میں پہنچا دیا۔ آخر تک ہوش قائم رہا۔ جس صبح کو وفات ہوئی۔ اس سے پہلے رات کو کئی بار حضرت کو بلایا اور آپکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکر مصافحہ کیا۔ گویا آخری ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ جنت نصیب کرے۔ حضرت نے خود جنازہ پڑھایا۔

(۱۴)۔ تخمیناً اگست میں حضرت نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ مقبرہ بہشتی میں ہیں۔ قبر کھدوا رہے ہیں۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔

خدا کی تازہ وحی

۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء۔ بوقت شام

انا نبشرک بغلام حلیم

ترجمہ ہم تجھے ایک حلم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

۱۸۔ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ رویا۔ فرمایا۔ چند روز ہوئے۔ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا تھا کہ وہ مرتدین میں داخل ہو گیا ہے میں اس کے پاس گیا وہ ایک سنجیدہ آدمی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا۔ اُس نے کہا کہ مصلحت وقت ہے۔

ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کا ایک تازہ خط

ڈاکٹر صاحب کو ان کے عزیز نے کسی دوست کی تحریک سے ایک خط لکھا تھا۔ جس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب باوجود بے عمل ہونے کے اور بالخصوص نمازوں سے لا پرواہی کرنے کے (جیسا کہ بعض معتبر خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب بعض نمازیں عمداً نہیں پڑھتے) کس طرح مسیح یا مرسل ہو سکتے ہیں) اور یہ بھی دریافت کیا گیا تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے متعلق ڈاکٹر صاحب کا عقیدہ ہے۔ کیونکہ یہی ایک مسئلہ ہے۔ جس کے سبب سے ملاں لوگ جوش کھا کر سلسلہ احمدیہ کے ممبروں پر کفر کے فتوے لگا دیتے ہیں اور نیز ڈاکٹر صاحب سے یہ بھی دریافت کیا گیا تھا۔ کہ انہوں نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے متعلق جو چودہ ماہ والی پیشگوئی شائع کی ہے۔ آیا اس میں کوئی تاویل کی گنجائش نہیں ان باتوں کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے جو خط لکھا ہے۔ اس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس خط میں ڈاکٹر صاحب نے بغیر ضرورت پھر حضرت اقدس کے حق میں ناپاک الفاظ لکھ کر اپنے خبیث باطن کا اظہار کیا ہے کیونکہ یہ ان کی غذا ہے۔ کہ خواہ مخواہ ہر خط اور ہر مضمون میں ان الفاظ کو دہرانے کے بغیر وہ نہیں رہ سکتے۔ بہرحال وہ سارا خط اصل الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

عزیز من! السلام علیکم۔ ۱۔ بے عمل انسان بیشک مسیح یا مرسل نہیں ہو سکتا۔ جس کو خداوند عالم برگزیدہ کرتا ہے اس میں ضرور کچھ خوبیاں ہوتی ہیں اور اس کے عمل قابل قدر ہوتے ہیں۔ مگر یہ لازمی نہیں کہ کبھی اوس سے کوئی قصور یا گناہ نہ ہوا ہو۔ ہاں خداوند عالم اپنی شان کے مطابق غفار وستار بھی ہے اور رحیم بھی۔ وہ بہت سے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور بہت قصوروں کو معاف فرما دیتا ہے اور اپنے انتہائے کرم اور رحم اور عفو سے بعض عملوں کی ایسی قدر کرتا ہے۔ کہ ان کے مقابلہ پر ایک مومن بندہ کے گناہوں پر مطلق نظر نہیں فرماتا۔ اوس کا ارشاد ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ اس کا عام قانون ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات۔ اس نے خود فرمایا ہے۔ ویعفوا عن کثیر

(۲) یہ بھی صحیح ہے۔ کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوتے ہیں اور بہت قصور ہوتے ہیں ساتھ ہی یہ بھی واقعی امر ہے کہ خداوند عالم نے اپنے کمال فضل اور کرم اور عفو سے مجھے محبت آمیز کلمات میں یاد فرمایا ہے اور میری غلط کاریوں سے درگذر فرمایا ہے۔

۳۔ مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے سوائے اور کوئی شخص مطلق معصوم نہیں۔

(۴)۔ آدم علیہ السلام کی دعا ہے۔ ربنا انا ظلمنا انفسنا فان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین اس میں آدمؑ کا اقرار بھی ہے کہ اے ہمارے ربّ ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ ساتھ ہی وہ برگزیدہ خدا اور خلیفۃ اللہ اور رسول بھی ہے۔ یونس علیہ السلام کا قول ہے۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ خود آپ کا اقرار ہے۔ کہ میں ظالموں میں سے تھا۔ باوجود اس اقرار کے وہ برگزیدہ خدا اور نبی و رسول ہیں۔

پس جب انبیاء علیہم السلام کی یہ حالت ہے جو معصوم ہیں تو میرا یہ اقرار کرنا کہ میں ایک بے عمل اور بدعمل انسان ہوں۔ فضل ایزدی کا منافی کیسے ہو سکتا ہے۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعض مناسبتوں اور عملوں کی وجہ سے اللہ کریم ان کے نام محمدؐ۔ احمدؐ۔ مسیح۔ مرسل رحمۃ للعالمین۔ ابراہیم وغیرہ رکھ دیتا ہے جنہیں فلاح دارین کی بشارت ہوتی ہے۔ حقیقی طور پر کوئی نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ ہاں مثیلی طور پر ہمیشہ ہو سکتے ہیں۔

(۵) مسیح علیہ السلام جو رسول اللہ تھے۔ وہ بیشک فوت ہو چکے۔

(۶) آنے والا جو مسیح ہے اس کی نسبت مجھے ابھی تک کوئی علم نہیں کہ وہ کون ہے اور کب آئیگا۔ لیکن مرزا جیسا کذاب۔ عیار۔ خائن۔ بدعہد۔ مصرف[1]۔ بدخلق کینہ توز۔ خود پرست۔ آرام طلب۔ خدا اور اعمال کو پس پشت ڈالنے والا۔ فطرت اللہ کو لعنت قرار دینے والا انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والا۔ تمام موحد خدا پرستوں کو مباہلہ کے واسطے بلانے والا۔ تمام ذاکرین وعابدین پر لعنت برسانے والا۔ تمام مسلمانوں کا جانی دشمن اور دنیا کی تباہی میں عید منانے والا۔ امام نہیں ہو سکتا۔

(۷) چودہ ماہ والی پیشگوئی میں کوئی تاویل نہیں صاف الفاظ میں کوئی گولائی نہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ لفظ بلفظ پوری ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی دجالی فتنہ پاش پاش ہو جائیگا۔

(۸) کانا دجال! اغلباً دو ہفتہ تک طیار ہو جائیگا۔

والسلام۔

خاکسار عبد الحکیم خان۔ پٹیالہ۔ ۶ ستمبر ۱۹۰۶ء

[1] ڈاکٹر صاحب نے خود ہی یہ لفظ ص کے ساتھ لکھا ہے۔ ویسا ہی نقل کیا گیا۔

اب دیکھئے۔ اس خط کو پڑھ کر ہمارے مخالف مولوی صاحبان ڈاکٹر کے بارے میں کیا فتوے دیتے ہیں۔ کیونکہ جس مسئلہ پر حضرت اقدس کے دعوی کی بنا ہے۔ اس کو تو وہ بھی مانتے ہیں۔ حالانکہ ان مولویوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حیات مسیح پر اجماع ہو چکا ہے نہ صرف اجماع بلکہ قرآن و حدیث سے بھی یہی ثابت ہے۔ پس کتاب و سنت و اجماع کی مخالفت کرنے والا ان مولویوں کے نزدیک کس سلوک کا مستحق ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس اظہار سے ایک اور بات بھی ثابت ہو گئی وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل تعلیم جس پر ان کے دعوی کی بنا ہے اس سے ابھی تک ڈاکٹر نے ارتداد نہیں کیا۔ پس صحیح ثابت ہوا۔ وہ جو ہرقل شاہ روم نے پوچھا تھا۔ کیا اس کی تعلیم کو برا سمجھ کر اس سے کوئی مرتد ہوتا ہے۔ تو جواب دیا گیا کہ نہیں۔

ایک طرف انبیاء علیہم السلام کو معصوم ٹھہرانا دوسری طرف محض آیات کے ایسے معنے کرنے جن سے ان کا گنہگار ہونا ثابت ہو۔ ڈاکٹر کے دلی عقیدہ کو ظاہر کر رہا ہے۔ یہ ابتدا ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

مبارک سید عبد الرحیم صاحب سیالکوٹی کا نکاح منشی عبد الرحمان صاحب کپورتھلوی کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو مبارک کرے کیا اچھی بات ہے کہ ہمارے احباب آپس میں رشتے کیا کریں۔

کمیاب ڈائری

(منقول از رسالہ تشحیذ الاذہان)

طلاق فرمایا جائز چیزوں میں سے سب سے زیادہ بُرا خدا اور اس کے رسول نے طلاق کو قرار دیا ہے اور یہ صرف ایسے موقعوں کے لئے رکھی گئی ہے۔ جبکہ اشد ضرورت ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے یہ عجیب بات کی ہے کہ سانپوں اور بچھوؤں کے لئے خوراک مہیا کی ہے ویسا ہی ایسے انسانوں کے لئے جن کی حالتیں بہت گری ہوئی ہیں اور جو اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتے۔ طلاق کا مسئلہ بنا دیا ہے۔ کہ وہ اس طرح ان آفات اور مصیبتوں سے بچ جاویں جو طلاق کے نہ ہونے کی صورت میں پیش آئیں یا بعض اوقات دوسرے لوگوں کو بھی ایسی صورتیں پیش آجاتی ہیں اور ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ سوائے طلاق کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا پس اسلام نے جو کہ تمام مسائل پر حاوی ہے یہ مسئلہ طلاق کا بھی دکھلایا ہے اور ساتھ ہی اس کو مکروہ بھی قرار دیا ہے

رزق فرمایا۔ اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکل کرنیوالے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے۔ میں اس کیلئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہیئے۔ کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔

بیوی پر ظلم ایک صاحب کا ذکر تھا۔ فرمایا ان کے مجھ کو بہت سے خطوط آئے ہیں کہ میں اکثر بیمار رہتا ہوں اور بہت کمزور ہو گیا ہوں یہاں تک کہ میں اپنا کام بھی اچھی طرح نہیں کر سکتا اور اس لئے مجبوراً مجھے ایک لمبی رخصت لینی پڑے گی۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ ظلم کا نتیجہ ہمیشہ خراب ہوتا ہے وہ اپنی پہلی بیوی پر بہت کچھ سختی کرتے ہیں اور یہ کام خدا کو ناپسند ہے۔ بہت دفعہ مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ان کو نصیحت کی ہے مگر وہ سمجھتے نہیں۔ میں نے کئی دفعہ ان کو جتایا ہے۔ مگر انہوں نے کوئی خیال نہیں کیا مگر اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ وہ کسی دن اپنے کام سے پچھتائیں اور میری بات کو سمجھیں۔

ایک آیت کی تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضرت اقدس خلیفۃ اللہ و رسول اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد۔ عرض چنان است کہ در معنائی این آیۃ شریف کہ در سورۃ واقعہ است والسابقون السابقون ۝ اولٰئک المقربون ۝ فی جنٰت النعیم۔ ثلۃ من الاولین۔ وقلیل من الاٰخرین۔ کہ مردم مے گویند کہ مقربین گروہ ہستند از اولین کہ صحابہؓ محمدؐ رسول اللہ ہستند و مقربین اندک ہستند از آخرین کہ صحابہؓ مسیح موعود ہستند این معنیٰ در نزد مایان درست نیست۔ بلکہ صحیح این است کہ مقربین در اولین صحابہؓ بسیار ہستند و در آخرین صحابہؓ اندک ہستند و ایضاً در جماعت احمدیہ در مدت اول کہ در بیعت داخل ہستند در آن مقربین بسیار ہستند و آن کسان کہ در بیعت آخرین باشند در آن مقربین کم ہستند و معنائی اول ازین سبب درست نیست کہ از سورہ فاتحہ مخالف است چراکہ این ہم یک عظیم نعمت است کہ در اتباع مسیح موعود مقربین بسیار باشند ہمان مقدار کہ در صحابہؓ بودند پس این نعمت بہ مسیح موعود چرا دادہ نشد و است و از حدیث شریف نیز مخالف است کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است کہ مثال امت من مثل باران است۔ معلوم نے شود کہ اولش خیر است یا آخر آن و دیگر اینکہ ازین آیۃ شریف نیز معلوم مے شود کہ معنیٰ اول درست نیست۔ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان الخ سورۃ التوبۃ پ ۱۱ و ازین آیۃ شریف نیز معلوم مے شود کہ درست نیست۔ وآخرین منہم الخ سورۃ الجمعۃ پ ۲۸ الغرض درین امر فیصلہ مے خواہم۔ و دیگر اینکہ دعائے جامع میخواہم کہ در حق مایان عاجزان مرحمت فرمودہ شود۔

العارض

عبدالستار و غلام محمد افغان از قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

این عاجز از صبح بیمار است اسہال و پیچش است ازین باعث درین امر زیادہ نتوانم نوشت حق الامر این است کہ درآیۃ ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین آن واقعہ است کہ در آن زمان بظہور آمدہ و مراد این است کہ آنانکہ در اول حالت اسلام باوجود قلت جماعت و صدہا مصائب وشدائد داخل اسلام شدند و از ہمہ نوع مصیبت ہا دیدند و صدق و وفا رخود ظاہر نمودند و جان ہائی خود در دین راہ دادند یا برای دادن طیار شدند آن گروہ مقربین است لیکن این صورت اخلاص آنان راکم میسر آمدہ کہ در حالت فتح و نصرت اسلام و خاتمہ مصائب داخل اسلام شدند پس ازیشان مقربان کم ہستند و ہمین قاعدہ بزمانہ مسیح عائد مے شود۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مرزا غلام احمدؐ

شعلۂ آسمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امامنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بمورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۷ء بوقت صبح صادق قریباً بعض روشن ہوا تھا کہ ایک تارہ گرا جو شمال جنوب کو دور تک چلا گیا۔ اخیر پر جنوب و مغرب کو رُخ ہو گیا۔ پہلی سُرخ رنگ تھا قریباً نصف مسافت طے ہو چکنے پر سبز رنگ ہو گیا۔ روشن اس قدر تھا کہ بدر تو نہیں مگر دسویں رات کی چاند سے کم روشن نہ تھا الحمدللہ کہ ہمارے لئے باعث ازدیاد ایمان ہوا اور اندھے مخالفوں کو اس بیت کا مصداق بنا گیا۔ ؎

کیا کیا نشان مہدی نہ آیا ظہور میں

تقلید نے مگر انہیں اندھا بنا دیا

خاکسار نابکار علی محمد احمدی ڈنگوی

۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

حضرت امامنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج واقعہ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۷ء علی الصبح خاکسار وضو کرنے لگا تو دیکھا کہ ایک ستارہ یا شعلہ جو شمال سے جنوب کیطرف جا کر ہنوز زمین سے اونچا تھا کہ غائب ہو گیا۔ پھر اچانک دہشتناک آواز گولے کی سی بھر گرج پڑ گئی جو تھوڑی دیر رہی روشنی ستارہ کی معمولی نہ تھی۔ کچھ عجیب رنگ تھا۔ یہ نشان بہت لوگوں نے دیکھا ہے۔ خدا منکروں کو ہدایت دیوے۔

مَیں احمدی کیوں ہوا

مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا خط اور اس کا جواب

نقل خط مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی بنام محب من منشی بقا محمد صاحب

بعد سلام مسنون واضح آنکہ۔ اخبار بدر مورخہ ۱۸ جولائی و ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء میں بزیر عنوان "سلسلہ حقہ کے نئے ممبر" آپ کا نام بھی درج شدہ دیکھا۔ حیران ہوا۔ کہ شہادت القرآن کے مطالعہ کے بعد قادیانی کے مریدی کا خیال کس طرح ہو سکتا ہے اور الہادی کے معارف قرآنی کے بعد قادیانی تصانیف میں کیا لطف ملتا ہے۔ اول تو مجھے اس خبر کی صحت میں شک ہے۔ دوم اگر سچ بھی ہے تو آپ گرمیوں کی رخصتوں میں سیالکوٹ میں آ کر مجھ سے ملاقات کر جاویں۔ میں نے آپ کو یہ خط محض للّٰہی محبت کے تقاضے سے لکھا ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ طلب حق کی خاطر اس عرض کو منظور فرماویں گے۔ آپ کا خیر خواہ

خاکپائے محمد ابراہیم۔ ایڈیٹر رسالہ الہادی

مورخہ ۲ اگست سنہ ۱۹۰۷ء

جواب منجانب بقا محمد مدرس بھوپال کلاں

مکرمی مولوی صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا نوازش نامہ پہونچا۔ کئی ایک وجوہات سے جواب سے قاصر رہا "آپ نے لکھا ہے کہ شہادت القرآن کے مطالعہ کے بعد قادیانی کی مریدی کا خیال کس طرح ہو سکتا ہے اور الہادی کے معارف قرآنی کے بعد قادیانی تصانیف میں کیا لطف ملتا ہے" کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کا نام اخبار بدر مورخہ ۱۸ جولائی و ۲۷ جولائی میں بزیر عنوان سلسلہ حقہ کے نئے ممبر آپ کا نام بھی درج شدہ دیکھا۔ الحمد للہ و شکر اللہ۔ بندہ اس نعمتِ غیر مترقبہ کا شکر کس زبان سے ادا کرے۔ بندہ کو وہ لفظ نہیں ملتے جس سے ایسی نعمت کا شکریہ ادا کروں ؎

بھر گیا ہے گل امید سے دامن اپنا
باغبان مبارک رہے تجھے گلشن اپنا

آگے چلکر بندہ کو سیالکوٹ میں ملاقات کے واسطے مدعو کرتے ہیں۔ وہ کس واسطے صرف اسی واسطے کہ حضرت مرزا صاحب کی غلامی سے جس کو نیاز مند ایک فخر کی نگاہ سے خیال کرتا ہے۔ ہٹایا جاوے۔ خداوند کریم اپنے عاجز اور کمزور انسان پر رحم کرے۔ آمین۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ مولوی صاحب آپ ایک جید عالم فاضل ہو کر کیا اس بات کا یقین کر سکتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو حق اور باطل کا امتیاز خداوند کریم سمجھا دیوے۔ تو کیا وہ حق کی پیروی چھوڑ کر باطل کی طرف رجوع کر سکتا ہے جس کا جواب سوائے نفی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا ورنہ آیت قرآن ولا تتبع اھوائھم عما جاءک من الحق کے برخلاف عمل کیا جس کی سزا سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں۔ اب بندہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا لب لباب آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور انصاف چاہتا ہے۔ کہ کیا وہ تعلیم حق ہے یا نہیں اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور انسان کی پیروی کرنے سے ذریعہ نجات ہے یا نہیں۔ پھر ان کی تعلیم کے برخلاف آپ وہ تعلیم بیان کریں۔ جس پر انسان چل کر نجات حاصل کر سکے پھر بندہ سیالکوٹ آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہو جائیگا۔ اب نیاز مند حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کا لب لباب بیان کرتا ہے۔ اور انصاف آپ ہی چاہتا ہے۔ وہو ہذا۔

(چونکہ شرائط بیعت اخبار بدر کے ٹائیٹل پیج پر لکھے ہوئے ہیں اس واسطے اس جگہ نقل نہیں کئے گئے۔ ایڈیٹر)

مولوی صاحب یہ ہے ہمارے سچے مسیح موعود کی تعلیم کا لب لباب اور خلاصہ۔ اب بتائیں کہ کیا کوئی ایسا امر جس کا حکم قرآن مجید یا حدیث صحیحہ میں ہے اور اس کے بجا لانے کی تاکید نہ ہو یا ایسی نواہی جس کے ترک کا حکم ہو اور ترک کی تاکید نہ ہو۔ ضروری بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ واقعی یہ تعلیم حق تعلیم ہے۔ یا نہیں اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے یا نہیں اور اس پر کامل پیروی کرنے سے انسان نجات حاصل کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر یہ تعلیم سچی نہیں تو پھر آپ قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے یا اس سے بڑھکر اور بتائیں اور اگر یہ تعلیم سچی ہے تو مسیح موعود کے دعوے میں سر مو شک نہیں۔ ہر ایک سلیم الفطرت اور مسلم الطبع آدمی جو قرآن مجید کے اصول سے واقف ہو ایسی تعلیم کو دیکھ کر ضرور نتیجہ نکالیگا کہ واقعی اسی تعلیم کی بنا پر نبی اللہ مامور مبعوث ہوئے۔ اور سب ایک ہی دین کی تبلیغ کے رسول تھے۔ قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک۔ یعنی یہی کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور یہی انسانی زندگی کا مدعا ہے اور خداوند تعالیٰ اسی غرض کے لئے اپنے فرستادوں کو اپنے اپنے موقعوں پر مبعوث فرماتا رہا ہے۔ بشیر اور نذیر کر کے اور ان سب کی اسی ایک دین اسلام کی تبلیغ کی تاکید ہوتی رہی ہے تو اب جب خداوند کریم نے اپنے امور کو تین تشاون کے ساتھ مناسب موقعہ پر مبعوث فرمایا ہے اور ان کی تعلیم کا لب لباب یہی عرض کر دیا ہے۔ کیوں نہ ان کی بیعت کی جاوے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ اس کی معرفت کے واسطے وسیلہ تلاش کرو۔ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔ اور قرآن مجید کے اصولوں کے جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ کہ ابتدا سے جب ایک نبی کے فوت ہونے کے بعد آسمانی کتاب میں تحریف اور ادل بدل ہوا۔ اور خداوند تعالیٰ کی آیتوں کی تکذیب ہونے لگی تو خداوند کریم نے ایک اور نبی کو اپنی توحید کے پھیلانے کے واسطے مبعوث فرمایا جو پہلے نبیوں کی تصدیق کرتا رہا اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جو نبی تھے وہ تو علیحدہ علیحدہ قوم کے واسطے تھے۔ اور ہمارے سید عالم حضرت رسول الکریم کل جہان کے واسطے آئے ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئیگا جس پر قرآن مجید کے احکام کے بغیر کسی اور شریعت کا حکم ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسی دین اسلام کی جس کی تکمیل تبلیغ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ اشاعت اسلام کے واسطے مجدد یا امام مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ ہر صدی کے اخیر پر ایک مجدد ہوتا رہا ہے اور چونکہ آجکل بھی امام یا مجدد کی ضرورت تھی۔ اسی واسطے خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے ایک امام الزمان جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ مبعوث فرمایا۔ جو ہیں دلایل اور نشانات کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا زمانہ ہے۔ جس میں مسلمانوں کے کئی ایک فرقے ہو گئے ہیں اور ہر ایک اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ناری قرار دیتا ہے۔ کیوں مولوی صاحب یہ بات درست ہے یا نہیں آپ کے عقیدے کے مطابق جو مہدی پیدا ہو گا اس کی یہی تعلیم ہو گی جو میں نے امام مہدی معہود کی بیان کی ہے یا اس کے برخلاف۔ قال اللہ و قال الرسول کو دستور العمل

6 - قرآن مجید، احادیث اور بزرگان اسلام کی کتابوں سے کہیں غیر نبیوں سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا ثبوت بھی ملتا ہے یا نہیں؟

7 - قرآن کریم کی آیات غیر نبیوں کو الہام ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ سلف الصالحین اس کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے تھے؟

8 - قرآن مجید میں مجاز اور استعارہ کے طور پر بھی کوئی الفاظ ہیں یا نہیں؟ اس کے متعلق سلف الصالحین کا کیا عقیدہ تھا؟

9 - آیت خاتم النبیین کی موجودگی میں بھی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں آ سکتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ عربی زبان میں یہ بیان کرنا چاہتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو کن الفاظ میں بیان کرتا؟

10 - حدیث لا نبی بعدی کے ہوتے ہوئے بھی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مبعوث ہو سکتے ہیں تو اگر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہنا چاہتے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو عربی زبان میں کیا الفاظ استعمال فرماتے؟

11 - مسلم کی حدیث میں آنیوالے مسیح کے متعلق جو نبی اللہ کے الفاظ آئے ہیں حدیث لا نبی بعدی کے ہوتے ہوئے اس کے معنی کیا ہوں گے؟

12 - ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے اگر کوئی شخص ایک نبی کی نبوت کا انکار کر دے تو کیا وہ آپ کے نزدیک مسلمان ہے؟

13 - قرآن مجید کی وہ کونسی آیت ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناصری اپنے مادی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں۔

14 - جب سے حضرت مسیح ناصری بقول آپ کے اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے ہیں کیا وہ بغیر کھانے اور پینے کے اپنی مادی زندگی گزار رہے ہیں یا وہاں باقاعدہ کھاتے اور پیتے ہیں؟ قرآن کریم اس کے متعلق کیا فرماتا ہے؟

قرار دیتے ہیں اور قرآن مجید کی حکومت کو بکلی اپنے آپ پر اختیار کرتے ہیں اور شرک سے پرہیز کرتے ہیں اگر ایک شخص کو آپ گمراہ کہہ سکتے ہیں ۔ تو بے شک ہمیں ہمیں قال اللہ قال الرسول سے غرض اور مطلب ہے اور قرآن مجید کی حکومت کا اختیار کرنا مطلب ہے ۔ ہمیں ایسے مسیح یا مہدی کی ضرورت نہیں ۔ جو جنگلوں میں خنزیروں کو قتل کرنے کے واسطے آویں گے اور صلیب کو توڑینگے ہمیں اسی تعلیم کی ضرورت ہے ۔ جو امام الزمان موجودہ نے ظاہر کی ہے اور یہی قرآنی احکام کی اصل غرض ہے اور بس ۔ باقی دس شرائط پر جو کچھ تحریر کیا ہے ۔ اپنے نظر انصاف اور کامل غور سے اور دل کو تعصب اور عناد کے خیالات سے پاک رکھ کر جواب دیں کہ یہ شرائط اسلامی تعلیم کی ہیں یا نہیں تو تردید کر کے سرفراز کریں ۔ بندہ کو صرف منعم علیہ گروہ کی تعلیم درکار ہے اور اسی کو میں نے حضرت مرزا صاحب کی تعلیم سے حاصل کیا اور مزید کوشش کر رہا ہے ۔ آپنے اخیر پر لکھا ہے ۔ کہ میں نے محض للہی محبت کے تقاضا پر خط لکھا ہے ۔ بیشک درست ہے ۔ لیکن جب تک نہ سے گذشتہ استفسار کا جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور مندرجہ ذیل سوالات کا کافی جواب نہ دیں گے ۔ تو آپ کا کوئی حق نہیں ۔ کہ بندہ کو وہاں طلب کریں اور محبت للہی کا دم بھریں ۔ وہ سوالات یہ ہیں ۔

(۱) قرآن مجید میں اللہ تبارک تعالیٰ نے کونسا معیار قائم کیا ہے ۔ جس پر صادق و کاذب کو پرکھ سکتے ہیں قرآنی معیار پر حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے متعلق مدلل بحث کی جاوے ۔ جن ادلہ قاہرہ کے رو سے آپنے قرآن کریم کو اور رسول کریم کو سچا مانا ہے ۔ کیا وہی دلائل مرزا صاحب کے دعوے کی تصدیق کیواسطے مکتفی ہیں یا نہیں ؟ جواب مدلل ۔

(۲) قرآن مجید میں مفتری کے واسطے نصرت اور کامیابی کے وعدے مولا کریم نے دئے ہیں یا نہیں ؟ اگر دئے ہیں تو کہاں ۔ نہیں تو مرزا صاحب کے ساتھ کیوں خدائے نصرت اور تائیدات غیبی ہیں ۔

(۳) آیت لو تقول کے رو سے مفتری کو لمبی مہلت مل سکتی ہے یا نہیں ۔ اگر مل سکتی ہے تو نظیر از قرآن یا احادیث صحیحہ نبویہ سے دی جاوے ۔ اگر نہیں تو مرزا صاحب کو کیوں لمبی مہلت دیگئی ہے لیکن مدعی ایسا پیش کرنا جو مدعی نبوت اور مدعی وحی یا الہام ہو ۔ اور عام مخلوقات میں الہام ستا تارہا ہو اور کامل یقین رکھکر اسی پر قائم رہ کر اس کو لمبی مہلت دیگئی ہو ۔

(۴) مسیح ناصری کے آنے کے واسطے دو صورتیں ہیں (۱) رسول ہو کر (۲) رسالت سے معزول (اُمتی ہو کر) صورت اول ۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں رہ سکتے ۔ بلکہ مسیح ناصری کو خاتم ماننا پڑتا ہے ۔

بصورت ثانی ۔ رسول کو امتی ماننا صفت ایمانی کے سخت خلاف ہے اور کفر ہے ہم لوگ رسولوں کی رسالت پر ایمان لائے ہیں ۔ لا نفرق بین احد من رسلہ ہر دو جہت سے مسیح کا آنا ممکن نہیں جواب با دلائل دیا جاوے ۔

(۵) آیت اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ پارہ ۳ اس کے متعلق یہ امور دریافت طلب ہیں ۔

(۱) النبیین کے کیا معنے ہیں معہ نظیر (۲) میثاق کے کیا معنے ہیں اور اس جگہ نبیوں سے کب وعدہ لیا گیا اور صرف ارواح سے یا جسم مع الروح سے (۳) رسولوں سے نقض عہد ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہو سکتا ۔ تو جب خداوند کریم عالم الغیب تھا ۔ کہ رسول اپنے اپنے وقت پر فوت ہو جائیں گے اور رسول کریم کے وقت کوئی زندہ نہ ہوگا ۔ اور لتؤمنن بہ ولتنصرنہ پر عمل نہ کر سکیں گے تو کیوں ان سے وعدہ لیا اور موقعہ نہ دیا ۔ اور اگر مسیح ناصری ہی زندہ تھا ۔ تو عظیم الشان نبی کریم کے وقت کیوں باوجود حیات ہونے کے لتؤمنن بہ ولتنصرنہ پر عمل نہ کیا ۔ اور خداوند کریم نے جب وعدہ لیا ہوا تھا تو کیوں اسی وقت نازل نہ کیا گیا (۴) جب رسول اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے ۔ تو اخذ اللہ میثاق کے کیا معنے ہوئے ۔

(۵) الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً و امواتاً کیا زندوں اور مردوں کے واسطے زمین کافی نہیں بے شک طالب حق ہو کر میرے اعتراضات کا جواب از ادلہ قرآن کریم و سنت رسول کریم احادیث صحیحہ نبویہ سے دیا جاوے ۔ صرف مجھے حق کی ضرورت ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے ۔ کسی خاص فرقہ سے انس و محبت متعصبانہ نہیں ۔ صرف احکام ربی کو سمجھنے اور اُن پر چلنے کی ضرورت ہے اور اسی کو قال اللہ و قال الرسول کہا جاتا ہے جس کا نمونہ آج کل مرزا صاحب ہیں اور بس ۔ اور اسی وجہ سے قادیانی کی مریدی کا خیال آیا ۔ رسالہ الہادی کی نسبت صرف اسی قدر عرض ہے ۔ کہ آپکے رسالہ الہادی اور شہادت القرآن کی حیثیت بمقابلہ ریویو آف ریلیجنز اور رسالہ تشحیذ الاذہان اور تعلیم الاسلام کے ان لوگوں سے پوشیدہ نہیں جنہوں نے ان تینوں رسالوں کا مطالعہ کیا ہے ۔ ع

مشک آن ہست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار گوید

آپکو اگر قرآن سے مس ہوتا ۔ تو مسیح موعود کے مقابلہ میں کیوں الحمد شریف کی تفسیر نہ لکھی ۔ جب عام علمائے ممالک مخاطب تھے ۔ آپ کی عربی دانی مرزا صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ایک فقرہ کی نکتہ چینی سے معلوم ہو چکی ہے ۔ جس کا مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے کافی جواب احادیث نبویہ اور لغات عربیہ سے دیا تھا ۔ حضرت اقدس کی متحدیانہ کتب کا کیوں جواب تک نہیں دیا ۔ مامور کے مخالف پر کبھی معارف قرآنی نہیں کھلتے ۔ شہادت القرآن بمقابلہ تفسیر القرآن از درس حکیم الامت بالکل ہیچ ہے جواب کا منتظر خادم بقا محمد مدرس

ضرورت نکاح

۸ ۔ مدد خان ملازم نواب محمد علی خان صاحب کی پہلی بیوی فوت ہو گئی ہے اور دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں ۔ مدد خان ایک نیک اور نوجوان آدمی ہیں ۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر ہو

۹ ۔ گوریکی کا ایک خوش شکل ۲۶ سالہ احمدی کاشتکار گوجراں ۔ گوجرانوالہ ۔ سیالکوٹ جہلم میں نکاح کرنا چاہتا ہے جو صاحب اس کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں وہ مجھ سے کریں ۔ اکمل آف گوریکی ضلع گجرات

۱۰ ۔ میرے ایک دوست کی لڑکی عمر قریباً گیارہ سال کے واسطے رشتہ کی ضرورت ہے ۔ بدیں شرائط ۔ لڑکا احمدی ۔ صحیح النسب مغل ۔ انٹرنس پاس عمر ۱۶ اور ۲۰ سال کے درمیان ہو ۔

راقم ۔ ن ۔ و ۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر اخبار بدر ہو ۔

مختلف نوٹ

(از خاکسار احمد حسین احمدی فریدآبادی امرتسر)

مجالس میلاد شریف

بڑے شہروں میں اکثر رواج ہے کہ مسلمان خاص خاص ایام میں میلاد رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مجالس منعقد کرتے ہیں ان مجلسوں کا انعقاد بظاہر تو بلا شبہ ایک طرح کی دینداری اور عقیدت کی دلیل ہے لیکن جب ہم ان مجالس کی ہیئت کذائی اور رسوم متعلقہ پر غائر نظر ڈالتے ہیں تو لوگوں کی بے روح مسلمانی پر سخت افسوس آتا ہے کیونکہ ان میں پرہیزگاری اور تقوی شعاری کی شان تو درکنار معمولی سنجیدگی و متانت بھی جو امور مذہبی کے لئے ازبس ضروری ہے بہت ہی کم دیکھی جاتی ہے۔ نعت خوانوں میں اکثر وہ نوجوان ہوتے ہیں۔ جن میں تقدس۔ اتقاء اور عشق رسول اللہ وغیرہ ضروریات کا تو کیا ذکر معمولی دینداری و خوش اطواری بھی مشتبہ ہوتی ہے۔ ان خوش الحانی اور کچھ بانکپن البتہ دو ایسی چیزیں ہیں جو ان میں سے اکثروں میں پائی جاتی ہیں مگر یہی نہیں تھیئٹر ہالوں میں بھی لے جاسکتی ہیں اور بعض کو بعض اوقات ان کی زیب و زینت کا باعث بنا بھی دیتی ہیں پھر ایک اور اس سے بھی زیادہ شرمناک و قابل ملامت بدعت انہی حضرات کے حلقوں میں یہ دیکھی گئی ہے۔ کہ نعتیں مناجاتیں اور بزرگان دین کی منقبتیں ڈھولک سارنگی وغیرہ سازوں کے ساتھ بھی مثل گیتوں اور غزلوں کے گائی جاتی ہیں۔ مجالس میلاد میں شائد ایسا کم ہوتا ہو۔ یا بالکل ہی نہ ہوتا ہو۔ کیونکہ ہمیں اتفاق میں شریک ہونے کا شاذ و نادر ہی موقعہ ملا ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ ہر دو قسم کی مجالس کے شائق شرکا اور بانی قریب قریب ایک ہی مشرب کے لوگ ہوتے ہیں جو عشقیہ غزلوں اور ٹھمریوں وغیرہ کو بھی اسی دلچسپی و ذوق سے سنتے اور پسند کرتے ہیں جس سے کہ صوفی مذاق کی حقانی غزلیات قوالی اور نعتوں وغیرہ کو۔ اب یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاکؐ کا نام اس بیہودگی و بے ادبی سے لیا اور سنا جائے اور سننے والوں کو باوجود ادعائے عشق رسول اللہ کے اس بات کی مطلق پروا نہ ہو کہ نام لینے والے کون کیسے اور کس حالت میں ہیں۔ اصل یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو گانا سننے کا شوق ہوتا ہے۔ جسے کسی نہ کسی رنگ میں پورا کر لیتے ہیں۔ ورنہ ان کے دلوں میں خدا رسول اور بزرگان دین کی سچی محبت ہو۔ تو رندانہ یا جاہلانہ بیہودگیوں اور بدعتوں سے بچکر کیا سادگی اور خلوص سے اپنی پاس نہیں بجھا سکتے؟ ڈھول دہما کے۔ روشنی آرائش۔ تقسیم شیرینی۔ مراسیوں کی طرح تال سُر اور لے بنا بنا کے گلا پھاڑنے میں کونسی دینداری کی شان نکلتی ہے کچھ شک نہیں۔ کہ عام طبائع پر ان باتوں کا زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن اگر مغز اسلام اور دینداری کی اصل روح سے لاپروا ہوکر میلان عوام کالانعام کے پاس کیا جائے۔ تو پھر اس قسم کی بدعات تو سندروں گردواروں میں کیا نہیں ہوتیں؟ مگر جب رسول کریم نے یہ باتیں ہرگز نہیں سکھائیں۔ تو انہیں اور ان کے دین متین کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے ہم افسوس لوگ خدا رسول کی باتوں کا اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ جتنا اپنے روزمرہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ معاملات کا کرتے ہیں اور بیچارے ایسی بے ہودہ بدعات کو چھوڑیں کس طرح؟ لے دے کے یہی دینی تو ان کے پلے رنگی ہے جسے شان اسلام کہئیں یا نشان دینداری۔ یہ تو عام مسلمانوں کا حال ہے اور جو خاص خاص فرقے ان بدعتوں سے بچے ہوئے ہیں۔ اور بظاہر کسی حد تک دین کی باتوں کے عامل اور ان سے باخبر ہیں ان کی حالت بھی کچھ کم افسوسناک نہیں یعنے ایک طرف تو وہ بجائے خود اکثر بیشتر امور مذہبی یعنے مغز دین و منشاء اسلام سے غافل ہو کر ظاہری اور فروعی باتوں پر قانع ہیں اور انہی کی خاطر آپس میں کٹے مرتے ہیں دوسرے ان میں اتنی غیرت و ہمت اور اخلاقی جرأت نہیں۔ کہ باوجود ادعائے اخوت کے اپنے دین شریک بھائیوں میں کہ جن کا ذکر اوپر ہوا خلاف شرع بدعتوں اور بد راہیوں سے بچانا کیا معنے روک ٹوک ہی کریں۔ غرض کہ آج کل کے مسلمانوں کی حالت بھی بڑی ہی افسوسناک اور عبرت انگیز ہے۔ اگر یہی اسلام کے نام لیوا ہیں تو یاد رکھیں۔ کہ غیرت الٰہی انہیں مواخذہ و سزا کبھی نہ چھوڑے گی۔ عادت اللہ اسی طرح چلی آئی ہے کہ جب ایک قوم خدائے پاک اور اس کے ہزاروں برگزیدوں کی عزیز ترین امانت کا بار اٹھانے کی اہلیت کھو بیٹھتی ہے۔ تو وہ ایک نئی قوم انہی میں سے پیدا کر کے اُسے اپنی امانت کا وارث یا امین بنا دیتا ہے۔ اسی اصول پر دنیا میں مختلف مذاہب و ملل کی بنیاد پڑتی رہی ہے حالانکہ دین حق ہمیشہ سے ہی ایک ہے جس کی پاک راہوں پر تمام انبیا و اولیا (علیہم السلام) نے قدم مارا اور دوسروں کو بھی رہنمائی کی۔

مخالفین کا ایک لچر اعتراض

اعدائے سلسلہ حقہ جب کسی احمدی بھائی میں کوئی اخلاقی کمزوری پاتے ہیں تو اکثر یہ طعنہ دیا کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی مرزا کی تعلیم ہے؟ یہ عجب لایعنی و احمقانہ اعتراض ہے جس سے ہمیں تو بلاشبہ یہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کہ غیرت و حمیت سے کام لے کر اپنی اصلاح اور پاک تبدیلی میں حتی الوسع کوشش کریں لیکن چونکہ دشمنان دین کا یہ اعتراض بالعموم اس نیت سے ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات پر چوٹ ہو اور مریدوں کا دل دکھے اس واسطے ہمیں بھی اس کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے یہ لوگ ذرا خدا ترسی و انصاف سے اپنے دل میں سوچیں کہ ہزاروں مولوی ملانوں مقتداؤں پیشواؤں اور پیر پیغمبروں کے ماننے والے جو بد راہیوں اور غلط کاریوں اور طرح طرح کی سیئات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کیا یہ ان کے پیشواؤں کی تعلیم اور ان کے ارشادات کی تعمیل ہے حتی کہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہزارہا بلکہ لاکھوں نام لیوا شب و روز بے دینی۔ بد اخلاقی کے کاموں مثلاً ترک صوم و صلوٰۃ۔ خیانت۔ ظلم۔ زنا اور شراب خواری میں غرق رہتے ہیں۔ تو کیا اس سے آنحضرت صلعم کی پاک تعلیمات اور آپؐ کی قوۃ قدسی پر کچھ حرف آسکتا ہے؟ اس سے بھی بڑھ کر خود خدائے ذوالجلال پر ایمان رکھتے ہوئے لوگ طرح طرح کے معاصی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تو کیا یہ نعوذ باللہ خدا کا قصور ہے یا لوگوں کا اپنا؟ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ حضرت مہدی معہود اور مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر کے ہمیں اسلامی اخلاق و اعمال وغیرہ کا ایک قابل تقلید نمونہ بننا چاہیئے۔ یہی ہمارے امام کی بار بار تاکید ہے اور اسی کے لئے ہم اکثر ہادی مطلق کی بارگاہ میں دست بدعا رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالفین اگر ان میں ذرا بھی انصاف و خدا ترسی کا مادہ ہے۔ تو سوچ بچار اور تحقیق و تلاش کے لئے کافی مہلت لے کر ہی کسی ایسے ہادی و مصلح یا پیر پیغمبر کی نظیر پیش کریں۔ جس نے اپنی ساری ہی اتباع و معتقدین کو ایک دم چھو منتر کے ذریعہ فرشتے یا انسان کامل بنا دیا ہو۔ بشری کمزوریوں اور فرو گذاشتوں کا وجود تو ہم سمجھتے ہیں۔ کہ از آدمؑ تا ایندم

ہر ایک قوم ہر ایک اُمت کے افراد مین کم و بیش رہتا ہی چلا آیا ہے اور ماموروں مرسلوں کے ہاتھ سے اقوام و امم کی جو اصلاحیں ہوتی رہی ہیں اکثر و بیشتر بتدریج ہی ہوئی ہیں۔

حبط اعمال کی مثال

قرآن کریم مین اس بات کا بیسیون جگہ ذکر آیا ہے کہ ماموروں اور مرسلوں کے انکار سے اعمال نیک بھی رائگان چلے جاتے ہیں اور یہ ارشاد بھی متعدد مقامات پر موجود ہے کہ سچون کا ساتھ دو نیک کامون مین مدد کرو۔ اور بدیوں کی تائید سے بچو کیسا ہی بہتر سے شخص ایسے موجود ہیں جو حضرت اقدس کا ذکر خیر سنکر ہم سے یہ کہدیتے ہین کہ اچھا ہمنے مانا مرزا صاحب اپنے دعاوی مین سچے سہی مگر ہم پر ان کا ماننا کچھ فرض ہے ؟ ہم ان کے پیرو نہیں بنتے ہیں تو انہیں برا بھی نہین کہتے اور نیک کام یا احکام اسلام کی پابندی بھی حتے الوسع کرتے اور اسے ضروری جانتے ہین۔ پھر ہم سے کس بات کا مواخذہ ہوگا ؟ اور ہمارے اعمال کیون اکارت جائین گے ؟ یہ بات بظاہر بڑی دزندار اور دل کو لگتی ہوئی ہے۔ لیکن خدا سے ڈرنے اور اس کی کتاب پاک کا غور و تدبر سے مطالعہ کرنے والون کیلئے تو اس بات کا یہ جواب کافی شافی ہے کہ جب کوئی شخص فی الواقع سچا اور منجانب اللہ ہو۔ جیسا کہ اس قسم کے لوگ حضرت مرزا صاحب کی نسبت شروع ہی مین مان لیتے ہین تو پھر اس پر ایمان لانا اس کی پیروی کرنا اور امور دین مین اس کے مخالفین سے قطع تعلق کرکے کھلم کھلا پیروؤن کے زمرہ مین شامل ہو جانا اور اس کے سلسلہ کی تائید و حمایت بموجب ارشاد خداوندی فرض ہوا یا کیا ؟ ہان اگر دعاوی کے صدق و کذب ہی مین کلام ہو تو یہ دوسری بات ہے۔ اور اس صورت مین دعاوی کی جانچ پڑتال اور تحقیق لازم آئے گی۔ تبلیغ کے بعد یہ کہہ کر کبھی نہین چھوٹ سکتے۔ کہ ہم ان کے موافق ہین نہ مخالف کیونکہ یہ سراسر تذبذب نفاق اور بے اطمینانی کی حالت ہے۔ جس پر کوئی خدا ترس ایماندار اور حق جو آدمی تو قانع ہو نہیں سکتا۔

اصل یہ ہے کہ ایسے لوگ نہ تو خدا رسول کی باتون یعنی ان کے احکام اور ان کی سنت سے کوئی دلچسپی یا واقفیت رکھتے ہین نہ دینی مصالح و ضروریات کی چنداں پروا کرتے ہین۔ یکسی مذہبی معاملہ مین حق و ناحق کی چھان بین کو ضروری کہتے ہین۔ نہ ان خود فراموشون نے حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ مین کبھی تحقیق و مطالعہ کی زحمت گوارا کی ہوتی ہے مگر چونکہ عقبیٰ کی پکڑ اور دنیا مین ایک ہونہار قوم سے بگاڑ بھی پسند نہین فرماتے۔ اس واسطے چاہتے ہین کہ کسی طرح یہ بحث ہی بالا بالا ٹل جائے اور دونون جہان مین ہماری مسلمانی اور ساتھ ہی ہر دل عزیزی و صلح کل پالیسی پر بھی کوئی حرف نہ آئے۔ لیکن یاد رکھین کہ خدا تعالیٰ ایسی چالون سے دھوکے مین نہین آسکتا۔ چونکہ اس کی ہمیشہ سے یہ عادت ہے کہ اپنے ماموروں کیوقت مین ان کے مومنون اور منکرون نیز منافقون کے درمیان ضرور بین امتیاز و تفریق کر دیتا ہے۔ اس واسطے جن لوگوں کو خواہ کسی وجہ سے ماننے مین عذر و تامل ہو۔ وہ ظاہر ہے کہ مومنون کے حلقہ سے تو باہر ہی رہتے ہین [illegible] منافق بنے رہین یا کھلم کھلا کفر و انکار پر اڑ پڑین اور ان دونون کے واسطے جو جو وعید کتاب اللہ مین موجود ہین محتاج بیان نہین۔ پس ماموروں کے انکار سے اعمال کیون حبط ہو جاتے ہین ؟ اسی لئے کہ ان سے مخالفت اور منافقانہ غیریت اختیار کرنا خدا کے صریح ارشادات کا ٹالنا اس سے جنگ ٹھاننا اور جنگ ٹھاننے والون کو براہ راست یا در پردہ و بالواسطہ مدد دینا ہوتا ہے گویا بالکل بغاوت کی سی حالت ہوئی۔ اب یہ سمجھنے کی بات ہے کہ جس کے دل مین سرکشی۔ نفسانیت اور تمرد کی ذرا بھی رگ باقی ہو وہ باغی ہو کب سکتا ہے اور جو باغی ہو جائے اس کے تمرد و نفسانیت و سرکشی وغیرہ مین شک کیا رہگیا اور جب ایک شخص سرکار ہی سے باغی ہوگیا تو خواہ اپنے یا ہمخیالون کے زعم مین کیسا ہی نیک کردار اور قابل و ہمدرد خلائق ہو۔ وہ یا اس کے حمایتی لاکھ عذر داریان کرین۔ عتاب سلطانی سے کبھی بچ نہین سکتا۔

نظم

ذیل مین ہم اپنے مرحوم بھائی محمد خان صاحب سابق نائب افسر بگھی خانہ ریاست کپورتھلہ کی لکھی ہوئی ایک نظم درج کرتے ہین۔ جو کہ خان صاحب موصوف کے اس عشق کو ظاہر کرتی ہے۔ جو کہ انہیں حضرت اقدس کے ساتھ تھا۔ مرحوم خان صاحب کے متعلق حضرۃ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم و مغفور رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ان کو حضرت اقدس کے ساتھ ایسا عشق ہے [illegible] ڈرتا ہوں کہ وہ ترقی کرکے حد سے نہ بڑھ جاوین شاید [illegible] مصلحت الٰہی ہو جو خان صاحب کو خدا نے اس دنیا سے جلد اٹھا لیا کیونکہ جب ان کا جام محبت لبریز ہوا تو ساتھ ہی ان کا جام عمر بھی پورا ہوگیا ہے۔ مرحوم کے متعلق حضرت [illegible] نے کتاب ازالۂ اوہام مین تحریر فرمایا تھا

حبی فی اللہ میان محمد خان صاحب ریاست کپورتھلہ مین [illegible] نہایت درجہ کے غریب طبع صاف باطن دقیق فہم حق [illegible] جس قدر انہیں میری نسبت عقیدت و ارادت [illegible] نیک ظن ہے [illegible] مین اس کا اندازہ نہین کر سکتا۔ مجھے [illegible] نسبت [illegible] تردد نہین کہ ان کے اس درجہ ارادت مین کبھی کچھ خلل پیدا ہو بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے [illegible] وفادار اور جان نثار [illegible] مستقیم الاحوال [illegible] مین خدا ان کے ساتھ ہو [illegible] بھائی سردار علی خان بھی میرے سلسلہ بیعت مین داخل ہے یہ لڑکا بھی اپنے بھائی کی طرح بہت سعید و رشید ہے خدا تعالیٰ ان کا محافظ ہو۔ وہ نظم یہ ہے۔

الٰہی اس کے سب مقصد برآئیں — الٰہی اس کی پوری ہو [illegible]
یہ ہادی ہر شفیع المذنبین ہے — یہ بیشک رحمۃ للعالمین ہے
ہزاروں بدعتین اگر مٹائین — ہدایت کی ہمین راہین بتائین
جہان روشن کیا ہے اس نے اگر — وہ چھپے بدر [illegible] مہر [illegible]
نشان دین کا تو ذکر کیا تھا — جہان سے نام تک ہی [illegible] تھا
تری شکل و شمائل کب بیان ہو — بیان ہو گر محمد کی زبان ہو
کہین تجھ کو مثیل اپنا بنایا — کہین بالکل ہے اپنا [illegible]
سنا ہے حضرت یوسف حسین تھے — مگر مثل محمد وہ نہین تھے
ولیکن تو مثیل مصطفیٰ ہے — محمد خود ہی گویا [illegible]
ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ — شنیدہ کے بود مانند دیدہ
دکھایا نعمہ وہ تیرے قلم نے — جھکائے سر عرب نے [illegible]
فصاحت ناتھ تیری چومتی ہے — بلاغت مست ہو [illegible]
صداقت کے نشان تیرے عیان ہین — گواہ اس پر زمین [illegible] ہین
تری امداد یان اللہ نے کردی — رسول پاک نے [illegible]
تو آیا ہے بوقت اضطراری — [illegible]
زمین دل پہ چلتی تھی مردہ ساری — تو آیا مثل [illegible]
بچا جس کیلئے تو نے رہنما کی — ہوا برباد جس [illegible]
دعا ہی کیا تری حکم خدا ہے — [illegible] نہین ہے